44038 ـ مذاق میں طلاق دینے کا حکم

سوال

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو " تجھے طلاق " کے الفاظ بولے لیکن وہ طلاق نہ دینا چاہتا ہو، بلکہ اس سےمذاق کر رہا ہو تو کیا طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

مذاق میں طلاق دینے والے کی طلاق واقع ہونے میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے.

جمہور علماء کرام کہتے ہیں کہ اس کی طلاق واقع ہو جائیگی، اور انہوں نے درج ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تین چیزیں حقیقت میں بھی حقیقی ہیں، اور مذاق میں بھی حقیقت ہی ہیں: نکاح اور طلاق اور رجوع کرنا "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2194) سنن ترمذی حدیث نمبر (1184) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2039)، اس حدیث کو صحیح یا ضعیف قرار دینے میں علماء کا اختلاف پایا جاتا ہے علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل (1826) میں اسے حسن قرار دیا ہے.

اور اس کا معنی کچھ صحابہ کرام پر موقوف روایت بھی ملتی ہے.

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کا فرمان ہے:

" چار چیزوں کی جب کلام کی جائے تو یہ جائز ہیں: طلاق اور آزادی اور نکاح اور نذر "

علی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں:

" تین اشیاء میں کوئی کھیل نہیں ہے: طلاق اور غلام آزاد کرنا، اور نکاح "

ابو درداء ضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

" تین اشیاء میں مذاق بھی حقیقي ہی ہے: طلاق اور نکاح اور غلام آزاد کرنا "

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ان حادیث میں ہے کہ: جب مکلف شخص طلاق یا نکاح یا رجوع میں مذاق کرے تو جو اس نے مذاق کیا ہے وہ اس پر لازم کیا جائیگا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہازل یعنی مذاق کرنے والے کی کلام معتبر ہے، اور اگرچہ سوئے ہوئے اور بھول کر کرنے والے شخص کی کلام معتبر نہیں ہوتی، اور اسی طرح عقل زائل ہونے والے شخص کی اور جس پر جبر کیا گیا ہو اس کی کلام بھی معتبر نہیں.

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ: ہازل شخص نے الفاظ کا ارادہ کیا ہے لیکن اس کے حکم کا ارادہ نہ تھا، اور یہ چیز اس کی جانب نہیں، بلکہ اسے کی جانب تو اسباب ہیں، رہا مسئلہ مسبب اور اس کے احکام کا یہ شارع پر ہے، چاہے مکلف شخص ارادہ کرے یا نہ کرے، عقل و دانش رکھتے ہوئے مکلف ہونے کی صورت میں سبب کو اختیار کرے تو اس کا اعتبار کیا جائیگا.

اس لیے اگر اس نے اس کا قصد کیا تو شارع اس پر حکم لاگو کریگا چاہے وہ اس کو حقیقت میں اختیار کر رہا ہو یا پھر بطور مذاق اختیار کرے، یہ سوئے ہوئے اور عقل میں خرابی کی علت ہونے کی وجہ سے ہذیان والے شخص اور مجنون اور عقل زائل ہونے والے شخص کے خلاف ہے، کیونکہ ان کا قصد ہی صحیح نہیں، اور نہ ہی وہ مکلف ہیں، اس لیے ان کے الفاظ لغو اور بےمعنی ہیں، اس بچے کی طرح جو ان کے معانی کو ہی سمجھتا نہیں ہے، اور نہ ہی وہ اس کا قصد رکھتا ہے.

مسئلہ کا سر اور راز یہ ہے کہ: الفاظ کا قصد کرنے والا شخص جو اس کے حکم کا ارادہ نہ رکھتا ہو، اور جو اس کا مقصد بھی نہ رکھے اور نہ ہی اس کے معانی کو جانتا ہو ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ شریعت نے جن مراتب کا اعتبار کیا ہے وہ چار ہیں:

اول:

حکم کا قصد ہو لیکن الفاظ ادا نہ کیے جائیں.

دوم:

الفاظ کا قصد نہ کیا جائے اور نہ ہی حکم کا.

سوم:

الفاظ کا قصد ہو لیکن حکم کا نہ ہو.

چہارم:

الفاظ اور حکم دونوں کا قصد کیا جائے.

پہلے دونوں لغو ہیں، اور آخری دونوں معتبر ہونگے، مجموعی طور پر نصوص اور اس کے احکام سے یہی حاصل ہوتا ہے " انتہی

دیکھیں: زاد المعاد (5 / 204 - 205).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" حقیقت اور مذاق میں طلاق دینے والے کی طلاق واقع ہو جائیگی، اور ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ حقیقت میں طلاق دینے والا شخص الفاظ اور حکم دونوں کا قصد کرتا ہے، لیکن غیر حقیقت یعنی مذاق میں طلاق دینے والے نے الفاظ کا قصد تو کیا ہے لیکن حکم کا نہیں.

چنانچہ حقیقی طور پر طلاق دینے والا شخص جب اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو وہ طلاق کا قصد کرتا ہے، لیکن غیر حقیقی طور پر مذاق میں طلاق دینے والا شخص صرف الفاظ کا ارادہ رکھتا ہے حکم کا نہیں، تو مثلا وہ یہ کہےگا میں تو بیوی سے مذاق کر رہا تھا یا میں اپنے دوست سے مذاق کر رہا تھا: کہ میری بیوی کو طلاق یا اس طرح کے الفاظ کہے، وہ کہےگا میں نے بیوی کو طلاق کا قصد تو نہیں کیا بلکہ صرف الفاظ کا قصد ضرور کیا تھا.

ہم اسے کہیں گے اس پر حکم مرتب ہوتا ہے، کیونکہ الفاظ تو تم نے ادا کیے ہیں، اور حکم اللہ کی طرف سے ہے.

جب انسان سے معتبر نیت کے ساتھ الفاظ ادا ہوں اور وہ تمیز بھی کرنے والا ہو، اور جانتا ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور الفاظ کے معنی بھی جانتا ہو تو یہ واقع ہو گا، اس کا یہ کہنا کہ: میرا مقصد واقع کرنا نہ تھا، یہ اس کے ذمہ نہیں بلکہ یہ تو اللہ کی طرف ہے.

یہ تو نظر اور علت کے اعتبار سے ہے.

لیکن اثر اور حدیث کے اعتبار سے یہ ہے کہ ہمارے پاس ایک حدیث ہے جس میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

" تین اشیاء حقیقت میں بھی حقیقت ہیں اور ان کا مذاق بھی حقیقت ہے: نکاح اور طلاق اور رجوع "

یہ اثر میں سے ایك دلیل ہے.

اور بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ: مذاق میں طلاق دینے والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی، کیونکہ اس کی طلاق کیسے واقع ہو سکتی ہے اس نے تو صرف الفاظ کا ہی قصد کیا ہے ؟

اور بعض اہل علم نے مذاق میں طلاق ہو جانے کا کہنے والوں کو کہا ہے ان کا یہ قول شنیع ہے ان کا کہنا ہے: تم یہ کہتے ہو کہ اس نے مذاق کیا ہے، تو پھر تم اس کے سے حقیقت میں ایسا کرنے والے شخص جیسا کیوں معاملہ کرتے ہو ؟

ان کے رد اور جواب میں ہم یہ کہتے ہیں:

ہم تو وہی کچھ کہہ رہے ہے جس پر دلیل دلالت کرتی ہے، اور یہ حدیث بھی صحیح ہے، اور بعض نے اسے حسن بھی قرار دیا ہے، بلاشك یہ حدیث حجت و دلیل ہے، اس لیے ہم نے اسے لیا اور اس سے دلیل لی ہے.

پھر نظر کا بھی یہی تقاضا ہے؛ کیونکہ اگر ہم نے اس کو لے لیا اور اس دروازہ کو کھول دیا تو ہر کوئی یہی دعوی کرنے لگے گا کہ میں تو مذاق کر رہا تھا، اور زمین پر طلاق باقی ہی نہ رہے گی، اس لیے صحیح یہی ہے کہ اس سے طلاق واقع ہو جائیگی چاہے وہ حقیقت میں دے یا مذاق میں.

پھر ہمارا یہ کہنا کہ اس سے طلاق واقع ہو جائیگی اس میں ایك تربیتی فائدہ بھی ہے، وہ یہ کہ کھلواڑ کرنے والوں کی بیخ کنی ہے، جب انسان کو علم ہو جائے کہ وہ طلاق سے کھیلےگا تو بھی اس کا مؤاخذہ ہو گا تو پھر وہ کبھی بھی اس کا اقدام نہیں کریگا.

لیکن جو یہ کہتا ہے کہ میں مذاق کر رہا تھا تو وہ لوگوں کے لیے اللہ تعالی کی آیات کے ساتھ مذاق کرنے کا دروازہ کھول رہا ہے " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (10 / 461).

واللہ اعلم .